AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title Al-Taleeqat Ala Bazl-al-Majhood Main Sheikh Zikriya kay Fiqhi Asloob ka Tahqeeqi Jaiza

Author (s): Muhammad Inamullah
Prof. Dr. Muhamad Ijaz

Received on: 02 November, 2020
Accepted on: 15 Ferbruary, 2021

Published on: 18March, 2021
Citation: English Names of Authors, " Al-Taleeqat Ala Bazl-al-Majhood Main Sheikh Zikriya kay Fiqhi Asloob ka Tahqeeqi Jaiza", AL-ILM 5 no 1 (2021): 158-177

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

التعلیقات علی بذل المجهود میں شیخ زکریاؒ کے فقہی اسلوب کا تحقیقی جائزہ

محمد انعام اللہ*

پروفیسر ڈاکٹر محمد اعجاز**

Abstract

Al-Taleeqat Ala Bazl-al-Majhood (التعلیقات علی بذل المجهود) is an excellent interpretation of Sunan Abu Daw ud edited by a great Indian scholar Sheikh-ul- Hadith Maulana Zakaria Kandehlawi. It is a summary of almost all the previous commentaries edited by renowned scholars of Hadith. Due to its authenticity & popularity, the work has already acknowledged by the contemporary Arab scholars as well. In this book, the author has included the things that are left from Mulana Khalil Ahmad in Bazl-al-Majhood. Due to its valuable material this book needs to be explored. This article aims at introducing the author's jurisprudential method inside this book.

Key Words: Jurisprudential, Method, Research, Methodology, Al-Taleeqat

"بذل المجهود فی حل ابی داوٗد" ھندوستان کے مشہور محدث مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی مایہ ناز تصنیف ہے جس کے اندر صحاح ستہ میں شامل ایک اہم کتاب ابوداوٗد شریف کے تمام مباحث اور مشکل مقامات کی تشریح بہترین انداز سے کی ہے، اسے بجاطور پر متقدمین کی شروحات کا خلاصہ اور نچوڑ کہا جاسکتا ہے، "التعلیقات علی بذل المجهود "اس کتاب پر صاحب بذل المجهود کے شاگرد رشید اور خادم خاص مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ کا حاشیہ ہے جو بذل کی تالیف میں اپنے شیخ کیساتھ برابر شریک رہے، آپ نے اس حاشیے میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ اگر اصل کتاب میں کسی فقہی مسئلہ کی یا کسی بھی قسم کے علمی اشکال کی توجیہ کی کمی رہ گئی ہو تو وہ نہایت اختصار کیساتھ حاشیہ میں آجائے،

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ جہاں بہت بڑے محدث تھے وہاں فقہ میں بھی آپ کا بڑا بلند مقام تھا، شیخ صاحبؒ کے علم حدیث میں منہج پر تو کافی کام ہو چکا ہے، لیکن آپؒ کے فقہی منہج پر ابھی تک کسی محقق کی طرف سے کوئی تحقیقی کام سامنے نہیں آیا، چنانچہ ضرورت اس بات کی تھی کہ آپؒ کے فقہی منہج کو بھی منظر عام پر لایا جائے، اس

---

*پی ایچ ڈی اسکالر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ ایبٹ آباد یونیورسٹی

**ڈائرکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور

مقالے میں آپؒ کے فقہی منہج کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ذیل میں ہم پہلے اصل کتاب "بذل المجہود" کا تعارف پیش کرتے ہیں، اس کے بعد "التعلیقات علی بذل المجہود" کا تعارف پیش کرینگے، اور پھر اس حاشیے میں شیخ زکریاؒ کے فقہی منہج واسلوب کا تحقیقی جائزہ پیش کرینگے۔

بذل المجہود کا تعارف:

سنن ابی داؤد کی شروحات میں ایک عظیم شرح "بذل المجہود فی حل ابی داؤد" ہے جو ماضی قریب کے مشہور محدث اور فقیہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ؒ کی گرانقدر تصنیف ہے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ تقوی، تفقہ فی الحدیث، وسعت مطالعہ، علم وفضل، دقت نظر اور سلوک وارشاد کے بلند مقام پر فائز تھے، خاص کر علم حدیث کی خدمت میں آپ کا ایک منفرد مقام ہے، اپنے دورِ تدریس میں آپؒ ابو داؤد کی تدریس کا بڑا اہتمام فرماتے تھے، اس لیے ابتداء ہی سے اس عظیم الشان کتاب کی شرح لکھنے کی خواہش تھی، کئی بار شروع بھی کیا مگر تدریس وتصنیف، مسلسل اسفار، اصلاح وارشاد اور دیگر مصروفیات کی بناء پر اس کام کو بند کرنا پڑا۔

چونکہ قضاء وقدر میں ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے، چنانچہ 1335ھ میں ایک دن حدیث کی سبق پڑھا کر درس گاہ سے واپسی پر اپنے تلمیذ خاص اور خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ اور ان کے دوسرے ساتھی مولانا حسن احمدؒ سے ارشاد فرمایا:

"ساری عمر سے یہ تمنا رہی کہ ابو داؤد شریف پر کچھ لکھوں اور کئی دفعہ شروع بھی کیا، مگر پورا نہ ہو سکا"[1]۔

حضرت گنگوہیؒ کی حیات میں ہمیشہ تقاضا رہا کہ لکھوں اور جو اشکال ہو گا حضرت سے پوچھتا رہوں گا، حضرت کے بعد طبیعت سرد ہو گئی، لیکن پھر خیال ہوا ہمارے یحیی صاحب تو حیات ہیں جہاں اشکال ہو گا ان سے الجھتے رہیں گے، مگر ان کے انتقال پر تو خیال بالکل ہی نکل گیا تھا، اب یہ خیال ہے کہ اگر تم دونوں میری مدد کرو تو شاید لکھ سکوں[2]۔

آگے شیخ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت قدس سرہ نے اگلے دن مجھے بلا کر کتب خانہ سے کتابوں کے نکالنے کی ایک فہرست مجھے لکھوائی، چنانچہ 2 ربیع الاول کو مدرسہ کے کتب خانہ سے کتابیں لی گئیں اور دارالطلبہ خزانے والے کمرہ میں بذل المجہود کی تالیف کی ابتداء 3 یا 4 ربیع الاول سن 35ھ میں ہوئی۔[3]

تقریباً 10 سال کے عرصے میں یہ شرح پائے تکمیل کو پہنچا، چنانچہ بقول مولانا زکریاؒ صاحب، بذل المجہود 1345ھ میں مدینہ منورہ میں پایہ تکمیل کو پہنچا،"[4]، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

" فکان له یوم عید، بل یوم ما جاء علیه یوم هو اکثر فرحاً وسروراً فیه من هذا الیوم، فعین یوماً (وهو یوم الجمعة 23 شعبان سنة 1345ه) لضیافة علماء المدینة واحبته واصدقائه، شکراً لله تعالیٰ وابداءً لسروره وفرحه، وصنع طعاماً کثیراً علیٰ طریقه اهل الحجاز، واخبر تلامیذه ومریدیه واحبته فی الهند بهذا الموعد المبارك لیشارکوه فی السرور والشکر "[5]

"پس یہ آپ کے لیے عید کا دن تھا، بلکہ عید سے بھی زیادہ خوشی آپ کو حاصل ہوئی، یہ جمعۃ المبارک 23 شعبان کا دن تھا، پس آپ نے اپنے دوستوں اور علماء مدینہ کے لیے دعوت کا انتظام کیا، اپنی خوشی اور سرور پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے، اور اہل حجاز کے طریقے کے مطابق مختلف قسم کے کھانے کثیر مقدار میں بنائے گئے، اور ہندوستان میں بھی آپ کے مریدین، شاگرد اور دوست احباب کو اطلاع دی گئی، تاکہ ان کو بھی اس پر مسرت موقع پر اپنے ساتھ خوشی میں شریک کریں"

دوسری وجہ اس کی تالیف کی یہ ہے کہ "اس کتاب کی کافی شرح کسی ایسے حنفی عالم کے قلم سے نہیں ہے جو بیک وقت حدیث اور فقہ دونوں میں مہارت رکھتا ہو، باوجود اس کہ یہ کتاب ان اہم کتابوں میں سے ہے جس پر اثبات مذہب یا رد مذہب میں اعتماد کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کا خاص موضوع اور بڑی خاصیت احادیث احکام کو بیان کرنا ہے، اور اسی میں زیادہ اختلاف واضح ہوتا ہے، اور اسی سے استدلال اور تحقیق کا ملکہ واضح ہوتا ہے، اس (بذل المجہود) کی تالیف میں مؤلف نے اس کو اہمیت دی ہے"۔

عالم عرب کے مشہور عالم علامہ محمد زاہد الکوثری بذل المجہود کے متعلق لکھتے ہیں:

"کانت هناك فجوة لحل ابی داؤد واغراضه وشرح کل حدیث لفظاً لفظاً، فقام الامام الشیخ خلیل احمد الانصاری نزیل المدینة المنورة (زادها الله نوراً) فسد هذا الفراغ، وملاء هذه الفجوة، وجاء بشرح یحتاج الیه کل من حاول تدریس الکتاب من حل الاغراض، وشرح الالفاظ، واستنباط فقه الحدیث من مواضعه، والکلام الملخص المنقح فی الرجال، وشرح المتن بما تقر به العیون"[6]

" سنن ابی داؤد کی حل، اغراض اور لفظ لفظ کی تشریح (ایسی شرح) کی کمی تھی، پس شیخ خلیل احمد سہارنپوری اٹھے اور اس کمی کو پورا کیا اور ایسی شرح اس کتاب کی لکھی کہ ابو داؤد کی تدریس کا ارادہ کرنے والا ہر شخص اغراض ابو داؤد، الفاظ کی شرح، فقہ الحدیث کے استنباط، رجال پر پاکیزہ کلام اور شرح متن میں اس شرح کا محتاج ہے"۔

بہر حال اس کتاب میں آپؒ نے متقدمین شراح حدیث کے طرز پر اصول حدیث اور اسماء الرجال کی بڑی قیمتی بحثیں شامل کی ہیں، درایت کے ساتھ ساتھ حدیث پر فنی حیثیت سے تفصیلی بحث کی ہے، مسائل فقہیہ سے متعلق احادیث کی تشریح میں مذہب احناف خصوصیت کیساتھ ذکر کیاہیں، اگر حدیث مذہب احناف کے موافق نہ ہو تو احناف کی دلیل الگ سے بیان کر کے حدیث مذکور کا حنفیہ کی طرف سے بہترین جواب بھی دے کر اس حدیث کی توجیہ بھی بیان کرتے ہیں۔

التعلیقات علی بذل المجھود کا تعارف

یہ بذل المجھود پر مولانا زکریاؒ کا بہترین حاشیہ ہے، چونکہ آپؒ بذل المجھود کی تالیف میں اپنے شیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ کیساتھ برابر شریک رہے اس لیے آپ کو اس کتاب کے متعلق ہر قسم معلومات حاصل تھے اور کمی بیشی سے آپؒ بخوبی واقف تھے، چنانچہ آپ نے بعد میں اس پر حاشیہ ڈالا، جس میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ جو مباحث حضرت سہارنپوریؒ سے رہ گئے ہیں یا ان تک تک اس کی رسائی نہ ہو سکی تھی وہ سب شامل بھی شامل ہو جائے۔

حضرت شیخ زکریا صاحبؒ لکھتے ہیں:

"بذل المجھود کی طباعت کے بعد سے اس پر حواشی کا سلسلہ اس ناکارہ کی طرف سے شروع ہوا اور اخیر زمانہ تک یعنی 88ھ تک ابو داؤد اور حدیث کی دوسری کتابوں میں جو نئی بات نظر پڑتی رہی، وہ بذل کے حاشیہ پر لکھتا رہا، وہ ایک مستقل ذخیرہ بن گیا" [7]

مولانا ڈاکٹر تقی الدین صاحب ندوی کہتے ہیں:

"اس ناچیز کو بھی تقریباً دو سال تک اس کتاب کی طباعت اور حواشی کے ترتیب وغیرہ میں اشتغال کی سعادت حاصل رہی" [8]

اس مقالے کے اندر التعلیقات علی بذل المجھود میں مسائل فقہیہ کے استنباط میں شیخ زکریاؒ کے منہج واسلوب پر روشنی ڈالی جائیگی:

آپؒ "التعلیقات علی بذل المجھود" میں فقہی مباحث بطور خاص بیان کرتے ہیں، ائمہ مجتہدین کے اقوال اور مستدلات، اور پھر حنفیہ کے دلائل اور دوسرے مذاہب کے دلائل کے جوابات ضرورت کے مطابق بیان کرتے ہیں، مسلک احناف کے ترجیحی آراء ذکر کرنے کا خاص اہتمام فرماتے ہیں لیکن دوسرے تمام ائمہ کے

ساتھ بھی انتہائی ادب کا معاملہ اختیار کیا ہے، اور یہ مسلک احناف کی تائید اس طرح کی ہے کہ اس سے دوسرے ائمہ مجتھدین کی رائے غلط اور بے بنیاد ہو کر نہ رہ جائے۔
اگر حضرت سہارنپوریؒ سے کسی فقہی مسئلے کے بیان میں یا علمی اشکال کی وضاحت میں کمی رہ گئی ہو تو اختصار کے ساتھ اس کی تفصیل بھی حاشیے میں ذکر کی ہے اور تفصیلی مآخذ کی نشاندہی بھی کی ہے، آپؒ اختلاف ائمہ ختم یا کم کرنے کیلئے اکثر مقامات پر اپنی رائے بھی پیش کرتے ہیں، ۔
ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے ائمہ کے مذاہب اور ان کے مستدلات بھی بیان کرتے ہیں، بعض مقامات پر اپنے استاذ مولانا خلیل احمد صاحبؒ سے اختلاف بھی کیا ہے اور کبھی کبھار دوسرے شراح پر بھی نقد کرتے ہیں، اور ساتھ ساتھ تطبیق بین الاحادیث اور فقہی مسائل کی حکمتیں اور علتیں بھی ذکر کی ہیں۔
اس حاشیے کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ اکثر ابواب کے شروع میں اس باب سے متعلق اہم مسائل اور دوسرے متعلقات بطور خلاصۃ ذکر کر دیتے ہیں جس سے باب کے تمام مضامین کی نشاندہی آسانی سے ہو جاتی ہے۔
مندرجہ بالا خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مقالے کے 8 بحث بنتے ہیں:
بحث اول: ذکر مذاہب فقہاء اور اختلاف ائمہ کے بیان میں آپ کا اسلوب
بحث دوم: مسائل فقہیہ کے علل اور حکمتیں بیان کرنا
بحث سوم: دیگر ائمہ کے مستدلات کا ذکر
بحث چہارم: مذھب حنفی اور ان کی ترجیحی آراء ذکر کرنے کا بیان
بحث پنجم: دیگر شراح حدیث پر نقد
بحث ششم: حضرت سہارنپوریؒ سے اختلاف
بحث ہفتم: عنوان باب سے متعلق فقہی مباحث کا ذکر
بحث ہشتم: استدراکات

بحث اول: ذکر مذاھب فقہاء اور اختلاف ائمہ کے بیان میں آپؒ کا اسلوب:

ذکر مذاھب اور اختلاف ائمہ کے بیان میں آپؒ کے منہج کو ذیل میں چند مثالوں کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے۔
1۔ "باب ما روی ان امستحاضۃ تغتسل لکل صلاۃ" میں ائمہ کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مستحاضہ کے اقسام دو ابواب میں بیان کرنے کے بعد یہاں سے مصنف اس کا احکام شروع کرتے ہیں، پس مستحاضہ کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، ائمہ اربعہ کے علاوہ بھی، پس مصنف نے ہر ایک کا حکم مستقل باب میں بیان کیا ہے، اور اسی طرح مستحاضۃ کا حکم عینی اور ابن قدامہ نے بھی ذکر کیا ہے، عینی کے نزدیک اس پر غسل صرف ایک دفعہ واجب ہے انقطاع حیض کے وقت اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔ابن عمر، عطاء، ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل ضروری ہے، اور حضرت علی وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ہر روز ایک دفعہ غسل کرنا ضروری ہے، اور حسن وغیرہ سے مروی ہے کہ ایک ظہر سے دوسرے ظہر تک، میں (مولانا زکریاؒ) کہتا ہوں کہ حنفیہ اور شوافع نے متحیرہ کے لیے ہر نماز کیلئے غسل واجب کہا ہے"[9]

2۔"**باب الجنب یتیمم** " کے تحت ذکر کردہ احادیث کی وضاحت میں آپؒ شرب الابوال کے ذکر میں ائمہ اربعہ کے مذاہب اس طرح بیان کرتے ہیں:

قال ابن العربی ھذا حدیث صحیح ثابت، واختلفوا فی بول ما یوکل لحمه، فقال مالك: طاھر مع رجیعه، وقال ابوا حنیفة والشافعي: نجس: وتعلقوا بعموم القول الوارد فی البول، وقال ابن رسلان: احتج به علی طھارة بول ما کول اللحم، وھو قول مالك واحمد، ووافقھم ابن حزیمة وابن المنذر وغیرھم، انتھی، واستدل الجمھور بعموم استنزھوا وحرم الخبائث "[10]

"ابن العربی فرماتے ہیں یہ احادیث صحیح اور ثابت ہیں، اور بول مایؤکل لحمہ کی شرب میں اختلاف ہے، امام مالک کے نزدیک پاک ہے، امام ابو حنیفہؒ اور شافعی فرماتے ہیں نجس ہے بول کے بارے میں وارد قول کے عموم کی وجہ سے، ابن رسلان کہتے ہیں اس حدیث سے امام مالک اور احمدؒ نے بول مایؤکل لحمہ کی طہارت پر استدلال کیا ہے اور ابن خزیمہ اور ابن المنذر نے ان کی موافقت کی ہے، جمھور حدیث **استنزھوا وحرم الخبائث** کے عموم سے استدلال کرتے ہیں"۔

3۔اگر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے ذکر مذاہب میں کسی مجتہد کا غیر مشہور قول ذکر کیا ہو تو شیخ صاحبؒ نے مشہور قول کی تعیین کی ہیں، مثلاً

عورت کے بچے ہوئے پانی کے استعمال میں حضرت سہارنپوریؒ امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے بارے میں کہتے ہیں:

" وذھب احمد بن حنبل وداؤد الی انھا اذا خلت باالماء واستعملته لایجوز للرجل استعمال فضلھا "[11]

"اور امام احمد بن حنبلؒ اور داوٗدؒ کہتے ہیں کہ عورت جب پانی کے ساتھ تنہائی اختیار کرلے اور اسے استعمال کرے تو آدمی کے لیے اس باقی ماندہ پانی کا استعمال جائز نہیں"

شیخ صاحبؒ کے نزدیک یہ قول غیر مشہور ہے لہذا آپؒ نے اپنی تعلیق میں ان کا مشہور قول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہے:

" وقال احمد فی المشھور عنہ انہ لایجوز استعمالہ اذاخلت بہ وھو قول ابن سرجس "[12]

"امام احمدؒ کا مشہور قول ہے کہ جب وہ پانی کے ساتھ تنہائی اختیار کرلے تو اس کا استعمال جائز نہیں اور یہی ابن سرجس کا قول ہے"

4۔ بعض اوقات شیخ صاحبؒ ذکر مذاہب میں ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے ائمہ کے اقوال بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً: ایک تیمم سے ایک سے زائد نمازیں پڑھنے کے بارے میں مولانا سہارنپوری صاحبؒ نے ائمہ اربعہ کے مذاہب ذکر کیے ہیں، تو آپؒ حاشیے میں دوسرے ائمہ کے اقوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وفی الاستذکار قال ابوحنیفة واصحابه، والثوری، واللیث بن سعد والحسن بن حی، وداؤد: یصلی ماشاء بتیمم واحدٍ، مالم یحدث، لانه طاھر مالم یجدالماء، ولیس علیه طلب الماء اذا یئس منه"[13]

"اور استذکار میں ہے، امام ابوحنیفہؒ اور اس کے اصحاب، ثوری، لیث بن سعد، حسن بن حی اور داوٗد کہتے ہیں، ایک تیمم کے ساتھ جتنی مرضی نمازیں پڑھیں جاسکتی ہیں جب تک وضوء ٹوٹ نہ جائے، کیونکہ وہ پاک ہے، جب تک پانی نہ پائے، اور اس پر پانی طلب کرنا لازم بھی نہیں جب وہ ناامید ہو جائے"

5۔ "باب ما جاء فی وقت النفساء" میں علامہ شوکانیؒ کے حوالے سے حضرت سہارنپوری نے لکھا ہے کہ نفاس کا اکثر مدت چالیس دن ہے، شیخ صاحبؒ یہاں پر مشہور ائمہ کے ساتھ ساتھ دوسرے ائمہ کے مذاہب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وبه قالت الحنیفة واحمد، کذا فی (المغنی) قال ابن رسلان: به قال المزنی وحکی عن الشافعی، قال الترمذی: وھو قول اکثر الفقھاء، وبه یقول الثوری وابن المبارك والشافعی احمد واسحاق، وھو قول جماعة من الصحابة"[14]،

"اور یہی احناف اور حنابلہ کا قول ہے، جیسا کہ مغنی میں ہے، ابن رسلان کہتے ہیں یہی مزنی نے بھی کہا ہے اور امام شافعیؒ سے بھی حکایت کی ہے، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہی اکثر فقہاء کا قول ہے، جیسے ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد، اسحاق، اور یہی قول صحابی کی ایک جماعت کا بھی ہے"

6۔ اختلافات فقہیہ کے بیان میں حضرت شیخؒ بعض مقامات پر اپنی رائے بھی پیش کرتے ہیں، اور آپؒ کی رائے سب پر بھاری ہوتا ہے، مثلاً:

"باب الاغتسال من الحیض" میں سہارنپوری صاحبؒ نے یونس بن عبد الاعلی کا قول ذکر کیا ہے:

"قال دخلت الحمام بمصر فرایت الشافعي یستدلك بالنخالة"[15]

تو آپؒ اپنی رائے پیش کرتے ہوئے میں فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں اس سے یہ استدلال صحیح ہے کہ نجاست بغیر پانی کے پاک ہوتی ہے، جیسا کہ "مغنی" میں ہے، کیونکہ پانی مخلوط باالطاہر، مطہر نہیں رہتا ان کے نزدیک جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، اور اسی وجہ سے انہوں نے اس سے پاکی حاصل کرنے سے منع کیا ہے پس معلوم ہوا کہ ازالہ نجاست باالطاہر صحیح ہے اگر چہ وہ مطہر نہ ہو"[16]

7۔ "باب النهي عن التعري" کی تشریح میں میں عورت (ستر) پر بحث کرتے ہوئے ائمہ کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے پیش کی ہے اور پھر اپنی رائے کے لیے بطور دلیل مختلف ائمہ کے اقوال لکھے ہیں، جس کا خلاصہ ہے:

"جمہور تابعین امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ کے اصح قول کے مطابق، اور شافعیؒ واحمدؒ کے صحیح روایت کے مطابق، ابویوسفؒ و محمدؒ کے نزدیک ران عورت ہے، ابن ابی ذئب، داؤد، اصطخری، اور ابن حزم کے نزدیک عورت نہیں ہے، میرے (حضرت شیخؒ) کے نزدیک امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے درمیان یہ اختلاف گھٹنے میں ہے ملا علی قاری کہتے ہیں امام مالک، شافعی، اور احمد کے نزدیک گھٹنہ عورت نہیں جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور بعض شوافع کے نزدیک گھٹنا عورت ہے، البتہ ناف کے بارے میں متفق ہے کہ عورت نہیں"[17]

بحث دوم: مسائل فقہیہ کی علتیں اور حکمتیں بیان کرنا

شیخ زکریاؒ فقہی مسائل کی علل اور حکمتوں پر بھی بحث کرتے ہیں، مثلاً؛

1۔ امام مالکؒ کے مطابق قربانی کے جانور کی تبدیلی جائز جبکہ ھدی کے جانور کی تبدیلی ناجائز ہے ہے، حضرت شیخؒ اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الهدی یدخله عیب بعد ما یقلد ویشعر"[18]

"ھدی کی تبدیلی اس وجہ سے جائز نہیں کہ اس میں تقلید اور اشعار کی وجہ سے عیب پیدا ہو جاتے ہیں بخلاف قربانی کے جانور کے"

2۔ "باب ما جاء فی وقت النفساء" کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"لم یذکر المصنف توقیت الحیض، ولعله لانه لم یجیء فیه شئی ثابت من الروایات، کمایظهر من کلام ابن العربی"[19]

" مصنف نے توقیت حیض ذکر نہیں کیا، ہو سکتا ہے آپ کے پاس صحیح روایات اس ضمن نہ پہنچی ہو، جیسا کہ ابن العربی کے کلام سے بھی واضح ہو تا ہے کہ اس باب میں کوئی خبر صحیح نہیں"

3۔ ابن دقیق العیدؒ کے حوالے سے قص الشوارب کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" الاصل فی قص الشوارب وجهان: مخالفة الاعاجم، وهو منصوص، اذ قال: خالفوا الاعاجم، وازالتها عن مدخل الطعام والشراب"[20]

" قص الشوارب میں دو وجوہات ہیں، ایک مخالف الاعاجم جو کہ منصوص ہے، کیونکہ فرمایا ہے اعاجم کی مخالفت کرو، اور دوسری وجہ بالوں کو کھانے پینے کی مقامات سے ہٹانا ہے"

4۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت "قال رسول ﷺ عشر من الفطرة" کے متعلق لکھتے ہیں :

"قوله:(من الفطرة)اشارة الی عدم الانحصار فی العشر لان (من) للتبعیض والسنة کثیرة"[21]

"من الفطرۃ میں دس کے اندر عدم الانحصار کی طرف اشارہ ہے کیونکہ من الفطرۃ می (من) تبعیض کے لیے ہے، اور سنن اس کے علاوہ بھی ہیں"

5۔ اختلاف ائمہ کی علت بیان کرنا:

اختلاف ائمہ کی علتیں بیان کرنے کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے ہیں، مثلاً: تیمم کیلئے امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک مٹی کا ہونا ضروری نہیں ہے جب کہ امام ابو یوسف اور امام شافعیؒ کے ہاں ضروری ہے، شیخ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"اختلف اهل التفسیر فی المراد بالصعید۔۔۔۔۔۔۔الخ"[22]

"لفظ صعید کے مراد میں اہل تفسیر کا اختلاف ہے، ابن رسلان کہتے ہیں اکثر کے نزدیک اس سے مراد مٹی ہے، دوسروں کے نزدیک جمیع ما علی الارض کو صعید کہا جاتا ہے، پس اسی وجہ سے تیمم کے لیے مٹی شرط قرار دینے میں

ائمہ کا اختلاف ہے، امام شافعیؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک ضروری ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک ضروری نہیں، اور امام احمد سے دو قول منقول ہیں"

بحث سوم: دیگر ائمہ کے مستدلات کا بیان

اگر کوئی حدیث دوسرے امام کی دلیل ہو تو شیخ صاحبؒ حاشیے میں اس کی بھی نشاندہی فرما دیتے ہیں، مثلاً:

1۔ "باب فرض الحج" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

" عن ابن عباسٍ: ان الاقرع بن حابس سال النبی ﷺ فقال: یارسول الله، الحج فی کل سنةٍ او مرةً واحدةً؟ قال: بل مرةً واحدةً، فمن زاد فهو تطوع"[23]

اس حدیث کے ٹکڑے "بل مرةً واحدةً" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

" استدل به الشافعية ان المرتد اذا حج فی الاسلام ثم ارتد۔ والعیاذ بالله۔ لا یعیده، خلافاً لمالك و ابی حنیفة اذ قالا: بطل حجه، وعلیه الاعادة، کذا فی (المنهل)"[24]

"اس سے امام شافعی استدلال کرتے ہیں کہ کہ اگر مرتد حج اداء کرے پھر مرتد ہو جائے (نعوذ باللہ) اس پر حج کا اعادہ ہیں، جبکہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس کا حج ارتداد سے باطل ہو گیا اور اس پر اعادہ واجب ہے، اسی طرح (منہل) میں ہے"

2۔ "باب فی الهدی" میں نفیلی کی حدیث ہے:

"ان رسول الله ﷺ اهدی عام الحدیبیة فی هدایا رسول الله ﷺ جملاً کان لابی جهل فی راسه برة فضةٍ، قال ابن منهال: برة من ذهبٍ، زاد النفیلی: یغیظ بذلك المشرکین"[25]

آپؒ اس حدیث سے مالکیہ کا مسلک ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فیه حجة لمالك ان الهدی لا یختص بالاناث، بل یعم الذکور ایضاً خلافاً للشافعی اذ قال: یختص بالاناث، کذا فی (المنتقی 208/2) و (المدونة 308/1)"[26]

"اس میں امام مالکؒ کی دلیل ہے کہ ھدی مؤنث کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم مذکر کو بھی شامل ہے، امام شافعیؒ کا قول اس کے خلاف ہے، وہ فرماتے ہیں: ان کے نزدیک یہ صرف مؤنث کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ منتقی (208/2) اور المدونۃ (308/1) میں ہے"

3۔ "باب فی تبدیل الهدی" میں نفیلی کی حدیث ہے:

"قال: اهدى عمر بن الخطاب بختياً فاعطى بها ثلاث مائة دينار، فاتى النبیﷺ فقال: يا رسول الله انى اهديت بختياً، فاعطيت بها ثلاث مائة دينارٍ، فابيعها واشترى بثمنها بدناً؟ قال: لا، انحرها اياها"[27]

اس حدیث سے امام مالک کا مذہب ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وتبديل البدن والهدى لا يجوز عند مالك بخلاف الاضحية، صرح به فى (المدونة)"[28]

"بدنۃ اور ھدی کی تبدیل امام مالکؒ کے نزدیک ناجائز ہے جبکہ قربانی کی تبدیلی جائز ہے، جیسا کہ (مدونۃ) میں اس کی تصریح ہے"

بحث چہارم: مذھب حنفی اور ان کی ترجیحی آراء ذکر کرنے کا بیان

حضرت شیخ الحدیثؒ احادیث کی تشریح کے ذیل میں مذہب حنفی کا ذکر خصوصیت کیساتھ کرتے ہیں، اور ساتھ تبعاً دوسرے ائمہ کا مذہب بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً:

1۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دوران حج جب حیض آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ عمرے کا احرام کھول دو، اور واپسی کے وقت ان کو حضرت عبد الرحمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرے کی قضا کے لیے بھیج دیا، شیخ صاحبؒ اس سے مذہب حنفیہ پر استدلال کرتے ہوئے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

"من ترك العمرة عليه القضاء والهدى عندنا، وهو المرجح عند احمد، خلافا للشافعي ومالك اذقالا: لا قضاء عليه"[29]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر احناف کے نزدیک قضاء اور ھدی دونوں ترک عمرہ کی وجہ سے لازم تھے، اور یہی امام احمد کے نزدیک راجح ہے، جبکہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اس پر قضاء نہیں ہے"

2۔ "باب كيف التلبية" میں حدیث ہے:

"حدثنا القعنبي، عن مالك، عن عبدالله بن ابى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم، عن عبدالملك بن ابى بكر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام، عن خلاد بن السائب الانصاري، عن ابيه ان رسول اللهﷺ قال: (اتانى جبرئيل ـ عليه السلام ـ فامرنى ان امر اصحابى ومن معى ان يرفعوا اصواتهم بالاهلال، او قال: بالتلبية)، يريد احدهما"[30]

آپؒ اس حدیث سے مسلک احناف پر استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" ان الحديث حجة للحنفية فى ايجابهم التلفظ بالتلبية مع النية خلافا للائمة الثلاثة اذ قالوا تكفنى النية"[31]

"یہ حدیث نیت کے ساتھ تلفظ بالتلبیۃ کے وجوب پر احناف کی دلیل ہے، جبکہ ائمہ ثلاثہ اس کے خلاف ہے، ان کے نزدیک صرف نیت کافی ہے"

بحث پنجم: دیگر شراح حدیث پر نقد

بعض اوقات مسائل فقہیہ کی تشریح میں جمہور کے اقوال اور مستدلات ذکر کرکے بعض شراح کے موقف پر نقد بھی کرتے ہیں، مثلاً:

1۔ "باب فی المواقیت" میں جمہور کا مسلک ذکر کرنے کے بعد ملا علی قاری پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وفیہ دلیل للجمہور ان اھل المواقیت حکمھم حکم الآفاقی خلافاً للطحاوی، اذ قال: حکمھم حکم المکین، والعجب من القاری اذقال، لم یذکر فی الحدیث حکم اھل المواقیت، انظر (مرقاۃ المفاتیح)"[32]

"اس میں جمہور کی دلیل ہے کہ اہل مواقیت کا حکم آفاقیوں کا ہے، طحاوی نے اس کی مخالفت کی ہے وہ کہتا ہے ان کا حکم اہل مکہ کا ہے، جبکہ ملا علی پر تعجب ہے جو کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اہل مواقیت کا حکم نہیں ہے دیکھیے (مرقاۃ المفاتیح)"

2۔ "باب فی رکوب البدن" میں حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ قول ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ ہے "شوکانی کہتا ہے کہ احادیث باب دلالت کرتا ہے کہ ھدی پر سواری جائز ہے، بغیر کسی فرق چاہے وہ ھدی واجب ہو یا تطوعاً ہو، اور یہی عروۃ بن زبیر نے بھی کہا ہے، اور اس کی نسبت ابن المنذر نے امام احمد اور اسحاق کی طرف کی ہے، اور یہی اہل ظواہر کا قول بھی ہے"[33]

حضرت شیخؒ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واخذ الشوکانی ھذا الکلام عن الحافظ فی (الفتح)، لکنہ توھم فی الاختصار، لان مؤدی ما حکی الشوکانی عن ابن المنذر غیر ما یظھر من کلام الحافظ عن ابن المنذر، فتامل"[34]

"شوکانی نے یہ کلام، حافظ ابن الحجر کی فتح الباری سے نقل کیا ہے لیکن اختصار میں ان سے غلطی واقع ہوئی ہے، کیونکہ شوکانی نے ابن المنذر سے جو حکایت کی ہے وہ اس کے خلاف ہے جو حافظ کے کلام عن ابن المنذر سے ظاہر ہوتا ہے"

3۔"باب مایقول الرجل اذا توضا" کے ذیل میں ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وضوء کے دوران جو دعائیں پڑھیں جاتی ہیں، اس کے بارے میں (صاحب الغایۃ) نے (زادالمعاد) سے نقل کیا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اس کا کوئی اصل نہیں، اور اسی طرح ابن العربی ؒ اور ابن دقیق العیدؒ نے بھی اس کا انکار کیا ہے، میں (شیخ زکریاؒ) کہتا ہوں اس کی اصل موجود ہے، اگرچہ ضعیف ہے، (صاحب السعایۃ) نے اس کی تفصیل بیان کی ہے، اور ضعیف احادیث فضائل کے باب میں معتبر ہیں"[35]

بحث ششم: حضرت سہارنپوریؒ سے اختلاف

1۔ بعض اوقات شیخ صاحبؒ کی رائے اپنے استاد مولانا سہارنپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف ہوتی ہے، ان کے قول کی تشریح کرنے کے بعد اپنی رائے بھی پیش فرماتے ہیں، مثلاً عبد اللہ بن مسلمۃ کی روایت ہے:

"حدثنا عبداللہ بن مسلمة، نا ابی۔ (ح): ونا ابن بشارٍ، نا یحی نحوہ، عن بھز بن حکیم، عن ابیہ، عن جدہ قال: قلت: یارسول اللہ، عوراتنا ما ناتی منھا وما نذر؟ قال: احفظ عورتك الا من زوجتك، او ماملکت یمینك، قال: قلت: یارسول اللہ، اذا کان القوم بعضھم فی بعض ا قال: ان استطعت ان لا یرینھا احد، فلا یرنھا، قال: قلت: یارسول اللہ، ذا کان احدنا خالیاً؟ قال: اللہ احق ان یستحیی من الناس"[36]

اس حدیث کے آخری حصے "اذا کان احدنا خالیاً؟ قال: اللہ احق ان یستحیی من الناس" کی توضیح میں حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہیں:

"ھذا محمول عند الفقھاء علی الندب والاستحباب للتستر فی الخلوة، لا علی الایجاب"

"فقہاء کے نزدیک تستر فی الخلوۃ ندب اور استحباب پر محمول ہے نہ کہ ایجاب پر"

اس کے بعد شیخ صاحبؒ اپنی رائے پیش فرماتے ہیں:

"قلت: لکن اوجبه الشامی، وصرح بالندب شارح (الاقناع) فی غیر الصلاة، وقال النووی الاصح الوجوب"[37]

"لیکن میں کہتا ہوں شامی نے اس کو واجب قرار دیا ہے جبکہ شارح اقناع نے نماز کے باہر اس کے استحباب کی تصریح کی ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں صحیح قول وجوب کا ہے"

4۔ "باب المستحاضۃ" میں یحی ابن ابی کثیر کی حدیث میں ہے "ان امراة کانت تھراق الدم"

اس خاتون کے بارے میں سہارنپوری صاحبؒ نے لکھا ہے کہ یہ حبیبہ بنت جحش تھی، شیخ صاحبؒ اس پر لکھتے ہیں:

"والصواب ابهام المراة"[38]

" صحیح یہ ہے کہ یہ خاتون مبہم ہے"۔

بحث ہفتم: عنوان باب سے متعلقہ مباحث فقہیہ کا بیان

1۔ اکثر مقامات پر آپؒ باب کے آغاز میں عنوان باب سے متعلق لغوی، اصطلاحی اور فقہی مباحث بطور خلاصہ بیان فرمادیتے ہیں، مثلاً:

"باب فی الاشعار" میں تحریر فرماتے ہیں:

فیه...والغنم لاتشعر اجماعاً[39]

"اس میں کئی بحث ہیں جیسا کہ اوجز میں ہے، بحث اول اس کی تفسیر میں ہے، کہا گیا کہ اشعار ھدی کے علامت کو کہا جاتا ہے وہ جس طرح بھی ہو، اور کہا گیا ہے اس کو زخم سے خون آلودہ کرنا ہے، بحث ثانی اس کے حکم میں ہے، جمہور کے نزدیک یہ سنت ہے، صاحبین کے نزدیک اچھا ہے، اور امام صاحب کے نزدیک مکروہ ہے، کیونکہ اس کا تعارض ہے نھی عن المثلۃ سے، اور کہا گیا ہے سداًللباب مکروہ ہے، کیونکہ عوام حقوق سے واقف نہیں ہوتے۔

بحث ثالث ان جانوروں سے متعلق ہے جن کی شعار کی جاتی ہے، شوافع اور حنابلۃ کے نزدیک اونٹ اور بقر کی شعار کی جاتی ہے مطلقاً، اور مالکیہ کے نزدیک اونٹ میں دو قول ہیں، جس میں راجح اشعار مطلق ہے اور دوسرا قول مقید ہے کوہان والوں کے ساتھ، اور بقر میں تین اقوال ہیں، اثبات مطلق، نفی مطلق اور تیسرا قول کوہان والے جانور کی شعار اور یہی ان کے نزدیک راجح قول ہے، جبکہ احناف کے نزدیک ابل کی شعار مطلقاً کی جائیگی جبکہ بقر کی مطلقاً نہیں کی جائیگی، جبکہ غنم کی شعار بالاتفاق جائز نہیں"

2۔"باب من بعث بهدیه واقام" پر حاشیہ ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ولا یذهب علیك ان هاهنا مسالتین بسطتا فی (الاوجز)، احداهما: ان یبعث الرجل المقیم فی بلده الهدی الی مکة، فالجمهور۔ ومنهم الائمة الاربعة۔ انه لا یصیر بذلك محرماً، خلافاً لابن عباس۔ رضی الله عنه۔ کما تقدم فی الشرح من روایةالبخاری، والمسالة الثانیة: ان من اراد النسك ومعه هدی قد قلدها(ولم یات بالتلبیة) فعند جماعة من

السلف، منهم الامام احمد واسهاق يصير محرماً بمجردالتقليد، خلافاً للجمهور والحنفية"[40]

"یہاں پر دو مسئلے ہیں جس کی تفصیل اوجزالمسالک میں ہے، پہلا مسئلہ یہ ہے اپنے شہر میں آدمی مکہ ھدی بھیج دے، تو جمہور کے نزدیک جن میں ائمہ اربعہ بھی شامل ہیں، اس سے وہ محرم نہیں بنتا اس میں ابن عباس خلاف ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس نے قربانی کا ارادہ کیا ہو اور اس کے ساتھ ھدی کا مقلد جانور بھی ہو (اور تلبیہ اس نے نہیں کیا ہو) تو سلف کی ایک جماعت کے نزدنیک جن امام احمد اور اسحاق بھی ہیں، یہ شخص صرف تقلید جانور سے محرم بن گیا، جمہور اور احناف اس قول کے خلاف ہیں"

3۔"باب الاحصار "میں فرماتے ہیں:

" وفي الباب عشرة ابحاث مفيدة"[41]

"اس باب میں دس مفیدی بحثیں ہیں، اور پھر آگے وہ دس بحثیں ذکر کیے ہیں"

4۔ اکثر مقامات پر باب کے ابتداء میں اختلاف مذاہب اور مختلف اقوال بھی اجمالاً ذکر کیے ہیں، مثلاً: "**باب في الهدى اذا عطف قبل ان يبلغ**" کے آغاز میں لکھتے ہیں:

"اس مسئلے میں ائمہ کے روایات مختلف ہیں، حاصل یہ کہ اس میں چار اقوال ہیں، اول ظاہر یہ کا مذہب ہے جو کہ وجوب رکوب ہے ظاہر امر اور مخالفت جاہلیۃ کی وجہ سے، دوسرا قول مطلق جواز کا ہے جو کہ امام احمد کا مذہب ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ ضرورت کے وقت جائز ہے اور یہ شافعیہ کا مذہب ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ سخت مجبوری کے قت جائز ہے اور یہ حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب ہے، پھر اگر سواری سے اس میں نقصان واقع ہو جائے تو ضمان کے اندر بھی ائمہ کا اختلاف ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ضمان ہے جبکہ امام مالک فرماتے ہیں اگر سواری ضرورت کی وجہ سے ہو تو ضمان نہیں ہے"[42]۔

5۔"باب في وقت الاحرام" میں لکھتے ہیں:

الافضل.........................ففي المسجد[43]

"امام شافعیؒ کے مرجح قول کے مطابق احرام، سفر کے شروع میں افضل ہے چاہے سفر پیدل ہو یا سواری پر، ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ نماز کے بعد پہننا افضل ہے، اور اسی پر ابن القیم نے اعتماد کیا ہے، اور موفق نے اس کو راجح قرار دیا ہے، اور امام احمدؒ سے حکایت کی ہے کہ سب برابر ہے، نماز کے بعد اور جب سواری تیار ہو جائے، اور امام مالکؒ کے نزدیک مواقیت سے پہلے پہننا افضل ہے، ہاں اگر ذی الحلیفۃ میں ہو تو پھر مسجد میں افضل ہے"

بحث ہشتم: استدراکات

1۔ فقہی مسائل کے بیان میں جہاں کہیں حضرت سہارنپوریؒ نے اختصار سے کام لیا ہے تو آپؒ نے حاشیہ میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

مثلاً مسئلہ ختنہ حضرت سہارنپوریؒ نے اختصار کیساتھ بیان کیا ہے، تو شیخ صاحبؒ نے حاشیہ میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے جس کا خلاصہ ہے:[44]

"ابن رسلانؒ کہتے ہیں کہ ختنہ ہمارے نزدیک مرد اور عورت دونوں کے لئے واجب ہے، امام مالک اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک سب کے لئے سنت ہے، اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے، اور ہمارے اصحاب (شوافع) اللہ کے قول ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفۃ کہ ملت ابراہیمی کی تابعداری کرو، سے استدلال کرتے ہیں، اور انہوں نے پہلی مرتبہ ختنہ کیا ہے، اور فرماتے ہیں کہ ابن عباس اس بارے میں بہت سختی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو ختنہ نہیں کرے گا اس کا نہ حج قبول ہے نہ نماز، اور امام حسن نے اس کی اجازت دی ہے، اور کہتے ہیں کہ جب کوئی ایمان لائے تو کوئی پاک نہیں اگر ختنہ نہ کرے، میں (شیخ زکریاؒ) کہتا ہوں کہ مغنی میں ہے کہ ختنہ امام شافعیؒ و امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے، اور امام مالکؒ و امام وابو حنیفہؒ کے نزدیک سنت ہے"

2۔ بعض مقامات پر آپؒ بغیر تفصیل بیان کیے تفصیلی ماخذ کی صرف نشاندہی حاشیے میں فرمادیتے ہیں۔

مثلاً، "قص الشوارب" کے ضمن میں آپؒ حاشیے میں تفصیل جاننے کے لیے لکھتے ہیں:

" وبسط الكلام على اقوال الفقهاء ابن رسلان، وذكر الوعيد على اعفاء الشوارب صاحب الخميس 35/2 وبسط الروايات فيه السيوطي في (زهر الربى على النسائي) "[45]

"اور اس مسئلے میں اقوال فقہاء پر تفصیلی کلام ابن رسلان نے کیا ہے، اور مونچھ بڑھانے پر وعید سے متعلق صاحب (الخمیس) نے تفصیلی کلام کیا ہے، اور اس ضمن میں تفصیلی روایات علامہ سیوطیؒ نے (زھر الربی علی النسائی) میں ذکر کیے ہیں"

3۔ بعض اوقات حضرت سہارنپوریؒ حدیث کے کسی لفظ کی تشریح لکھ دیتے ہیں تو آپؒ حاشیہ میں اس لفظ کی مناسبت سے حدیث ذکر کردیتے ہیں، مثلاً "باب السواک" میں حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

"لولا ان اشق على المؤمنين لامرتهم بتاخير العشاء وبالسواك عند كل صلوة"

تو سہارنپوری صاحبؒ نے وبالسواک کے بعد "ای بفرضیتہ[46]" کا اضافہ کیا ہے، آپؒ نے اس کی تائید میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے:

"ولفظ الحاکم بروایۃ ابی ھریرۃ: لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیھم السواك مع الوضوء، ولاءخرت العشاء الی نصف اللیل، وھذا القول صححه جماعة، منھم النووی "[47]

"اور حاکم کے الفاظ ابو ھریرۃ کی روایت سے مندرجہ ذیل ہیں:
کہ اگر میری امت پر مشقت کا خوف مجھے نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لئے مسواک فرض کر دیتا اور عشاء کو آدھی رات تک مؤخر کر دیتا، اور اس قول کی تصحیح ایک جماعت نے کی ہے جن میں امام نوویؒ شامل ہیں"

4۔ بعض اوقات آپؒ حضرت سہارنپوری صاحبؒ کے کلام کی تشریح کی وضاحت کیلئے اصول فقہ کے کسی قاعدہ کو بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

مثلاً: مندرجہ بالا حدیث میں "لولا ان اشق علی المؤمنین لامرتھم بتاخیر العشاء" میں لامرتھم کے بعد حضرت سہارنپوریؒ لکھتے ہیں: "ای وجوباً[48]"، تو آپؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وفیه حجة لاھل الاصول ان الامر للوجوب، لانه علیه السلام نفی الامر لاجل المشقة، وامر الندب بالاجماع باقٍ، فلم یرفع الا امر الوجوب" [49]

"اس میں اہل اصول کے لئے دلیل ہے کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے امر کی نفی مشقت کی وجہ سے کی ہے، اور استحباب کا امر بالاجماع باقی ہے، صرف وجوب کی امر کو اٹھایا گیا ہے"

اسی طرح آیت وضو کے بارے میں آپؒ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"قیل: نزلت آیة الوضوء (اذا قمتم الی الصلوٰة) رخصة له صلی الله تعالی علیه وبارك وسلم، فانه قیل ذلك لا یعمل عملاً، ولا یتکلم، ولا یرد سلاماً حتی یتوضأ، لك صلوٰة، ثم نسخ فی فتح مکة، وقال طائفة: المراد بالامر فیه الندب، وکان علیه الصلوٰة والسلام یفعله الی ان فتح مکة" [50]

"کہا گیا ہے کہ آیت وضوء (اذا قمتم الی الصلوٰۃ) حضور ﷺ پر آسانی کے لئے نازل کی گئی ہے، کیونکہ اس سے پہلے آپؐ وضوء کے بغیر نہ کوئی کام کرتے، نہ بات اور نہ سلام کا جواب دیتے، پس بتایا گیا کہ وضوء نماز کے لئے ہے، دوسرے حضرات نے کہا ہے کہ وضوء پہلے ہر نماز کے لئے فرض تھی پھر فتح مکہ کے موقع پر یہ فرضیت منسوخ ہوگئی، اور ایک جماعت کہتی ہے کہ اس میں امر سے مراد استحباب ہے اور آپؐ فتح مکہ تک اس پر عمل کرتے رہے"

5۔ بعض مقامات پر حضرت سہارنپوریؒ نے کچھ اضافے دوسری ایڈیشن میں کیے ہیں، تو شیخ صاحبؒ اس کی بھی نشاندہی فرماتے ہیں۔

مثلاً "باب السواك من الفطرة" کے آخر میں "قلت قال فی الدر المختار۔۔۔۔۔۔۔الخ"[51] کے متعلق آپؒ لکھتے ہیں:

"هذا الكلام لم يكن عند التاليف، واضاف الشيخ۔ قدس سره۔ بعد الطبع الاول ليزاد فی الطبع الثانی (قد زيدت فی هذه الطبعة ايضاً)"[52]۔

"تالیف کے دوران یہ الفاظ نہیں لکھے تھے اس کا اضافہ حضرت سہارنپوریؒ نے طبع اول کے بعد کیا ہے"

خلاصہ:

مندرجہ بالا خاصیات وامتیازات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ

1۔ آپ نے اپنی اس تعلیق کے اندر تمام مباحث فقہیہ کو سمو دیا ہے،

2۔ ائمہ اربعہ کے مسالک کا ذکر، ان کے مستدلات، مسلک احناف کی ترجیحی دلائل اور ساتھ ساتھ دوسرے ائمہ غیر مشہور کے اقوال کا بھی احاطہ کیا ہے،

3۔ اختلاف ائمہ ذکر کرتے وقت انصاف اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے، بعض مقامات پر اثبات مسائل کیلئے اصول فقہ کے قواعد بھی ذکر کیے ہیں،

4۔ جو مباحث حضرت سہارنپوری سے رہ گئے ہیں یا ان ماخذ تک ان کی رسائی نہیں ہو سکی تھی وہ بھی تفصیل کیساتھ ذکر کیے ہیں، اسے بجاطور پر فقہ کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے،

5۔ آپؒ جہاں بہت بڑے محدث ہیں وہاں فقہ میں آپؒ کا بہت بلند مقام ہے۔

سفارشات:

1۔ آپؒ کے صرف فقہی منہج پر پی ایچ ڈی لیول پر کام کی ضرورت ہے۔

2۔ آپؒ نے حدیث کی شروحات میں علم الکلام کے مسائل کو بھی تفصّل سے بیان کیا ہے، آپؒ کے کلامی منہج پر بھی کام کی ضرورت ہے۔

3۔ بخاری کے ابواب وتراجم سے آپؒ نے جو فقہی استنباطات کیے ہیں ان کو بھی منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔

References

[1]۔ شیخ زکریا صاحب ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: "حضرت کا ارشاد صحیح تھا اس لیے کہ میں نے خود حضرت کے مسودات میں ایک مسودہ دیکھا تھا جس پر حل المعقود فی ابی داؤد مرۃ ثالثۃ کا لفظ لکھا ہوا تھا، مسودہ کو دیکھا جاوے جو مدرسہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، نام میں کچھ اشتباہ ہے، علی گڑھ سے واپسی پر اگر وقت ملا تو میں خود دیکھ کر تصحیح کرادوں گا، اگر کوئی دیکھنا چاہے تو مدرسہ کے کتب خانہ میں دیکھ لے"۔

[2]۔ کاندھلوی، زکریا، شیخ الحدیث، **آپ بیتی**، بہادر آباد کراچی: مکتبۃ الشیخ، 1، / 110 ،

Kandahlvi, Zakria,Sheikh ul hades, *App beti,* (krachi: Al sheikh publisher,)1/110

[3]حوالہ بالا 1/ 111

Ibid:1,111

[4]۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے آپ بیتی، 1/ 113

Ibid:1,113

[5]۔ حوالہ بالا 1/ 41

Ibid:1,41

[6]۔۔ الکوثری، محمد زاہد، **مقدمات امام کوثری**، بیروت: دارالثریا، 1418ھ، 387

Kousari,Muhammad Zahid, *Muqadmat imam kousari,* (Berot :Publisher Dar ul Surayya, ,1418), 387

[7]۔ آپ بیتی 1/ 171

App beti,vol,1 P.171

[8]۔ مولانا، محمد عاقل، **الدر المنضود**، شرح سنن ابی داؤد، کراچی: مکتبۃ الشیخ، 1/ 2

Mulana, Muhammad Aqil, *Al dur Manzood,* (Karachi :Publusher Al –Sheikh), 1/2

[9]، سہارنپوری، مولانا خلیل احمد، **بذل المجھود**، انڈیا: مرکز الشیخ ابی الحسن علی ندوی، 2 / 383

Saharanpuri, Moulana Khaleel Ahmad, Buzlul majhod, (India: Markaz al-sheikh abu alhasan Ali Nadvi), 2/387

[10]۔ ایضا، 2/ 525 *Ibid,* 2:525,

[11]۔ ایضا، 1 / 433 *Ibid,* 1:433

[12]۔ ایضا، 1 / 433 *Ibid:* 1: 433

[13]۔ ایضا، 1/ 563 *Ibid, 1:* 563

[14]۔ ایضا، 2/ 441 *Ibid,* 2:441

[15]۔ ایضا، 2/ 449 *Ibid,* 2:499

[16]۔ ایضا، 2/ 449 *Ibid,* 2:499

[17]۔ ایضا، 12/ 44 *Ibid,* 12:44

[18]۔ ایضا، 7/ 67 *Ibid,* 7:67

[19]۔ ایضا، 2/ 439 *Ibid,* 2:439

[20]۔ ایضا، 1 / 335 *Ibid,* 1:335

[21]۔ ایضا، 1 / 335 *Ibid,* 1:335

[22] ۔ایضا،2 / 461 *Ibid*, 1:461

[23] ۔ایضا،7 / 8 *Ibid*, 7:8

[24] ۔ایضا،7 / 8 *Ibid*, 7:8

[25] ۔ایضا،7 / 56 *Ibid*, 7:56

[26] ۔ایضا،7 / 56 *Ibid*, 7:56

[27] ۔ایضا،7 / 66 *Ibid*, 7:66

[28] ۔ایضا،7 / 68 *Ibid*, 7:68

[29] ۔ایضا،7 / 104 *Ibid*, 7: 104

[30] ۔ ایضا،7 / 167 *Ibid*, 7:167

[31] ۔ ایضا،7 / 167 *Ibid*, 7: 167

[32] ۔ایضا،7 / 38 *Ibid*, 7: 38

[33] ۔ ایضا،7 / 72 *Ibid*, 7:72

[34] ، ایضا،7 / 72 *Ibid*, 7:72

[35] ۔ایضا،2 / 11 *Ibid*, 2: 11

[36] ۔ ایضا،1 / 46 *Ibid*, 1: 46

[37] ۔ ایضا،12 / 48 *Ibid*, 12:48

[38] ۔ایضا،2 / 393 *Ibid*, 2:393

[39] ۔ایضا،7 / 59 *Ibid*, 7:59

[40] ۔ایضا،7 / 69 *Ibid*, 7:69

[41] ۔ایضا،7 / 257 *Ibid*, 7: 257

[42] ۔ ایضا،7 / 73 *Ibid*, 7:73

[43] ۔ایضا،7 / 87 *Ibid*, 17: 87

[44] ۔ایضا،344 *Ibid*, 344

[45] ۔ ایضا،335 *Ibid*, 335

[46] ۔ ایضا،1 / 316 *Ibid*, 11:316

[47] ۔ ایضا،1 / 316 *Ibid*, 1:316

[48] ۔ ایضا،1 / 315 *Ibid*, 1:315

[49] ۔ ایضا،1 / 315 *Ibid*,1:315

[50] ۔ ایضا،1 / 321 *Ibid*, 1:321

[51] ۔ایضا،1 / 343 *Ibid*, 1:343

[52] ۔ایضا،1 / 344 *Ibid*, 1:344